رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱

شرح چندہ
سالانہ ۷
ششماہی ۴
سہ ماہی ۲

قیمت فی پرچہ ۲

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

اڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ایل ایل بی (علیگ)

رجسٹرڈ انگلش نمبر

شرح چندہ
سالانہ ۷
ششماہی ۴
سہ ماہی ۲

قیمت پرانا پرچہ ۴

جلد | ۲۰ اردی بہشت ۱۳۵۵ ف | ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ | ۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء شنبہ | نمبر ۳۴

سامراجی دول کی معاشی حالت

از

پروفیسر ڈی ایل ووبے

برطانوی اقوام ہندوستان میں پھر کم ہیں بکام ہے۔ تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگریز بلکہ بکاپٹ بلن میں بھی ناکام رہے۔ اس میں شک نہیں کہ انگریز سلطنت سازی میں ایک خاص مہارت اور ذہانت رکھتے ہیں بلکہ سلطنت پر قابو رکھنے یا اس کو برقرار رکھنے یا ان لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے جو ان کی تحویل میں ہیں معاشی اور انتظامی معیار کو بلند کر لے گی ان میں وہ نیا خاندہ صلاحیت نہیں ہے جو ان امور کے لئے ضروری ہے۔ اس کے علاوہ برطانیہ حکمران کو سب سے پہلے یہ فکر ہوتی ہے کہ محکوم کو سیاسی اعتبار سے خاموش و مطمئن رکھا جائے۔ اسلئے حکمران طبقہ کی ساری قوت اسی میں صرف ہو جاتی ہے۔

لیکن صنعتی میدان میں بھی دنیا کی دوسری صنعتی اقوام کے مقابلہ میں برطانیہ نصف صدی پیچھے ہے۔ پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم کے مابین ایک بڑا وقفہ تھا۔ پھر بھی برطانیہ کی کوئی صنعت عصری معیار پر نہیں آئی۔ حالانکہ یورپ امریکہ اور دیگر ممالک آگے بڑھتے رہے۔ امریکہ عجلت کے ساتھ اپنی صنعتوں کو اساس جنگ سے اساس امن پر لا رہا ہے۔ اور روس بڑی سرعت کی پیداوار ابھی اپنی جنگ سطح سے آگے نکل چکا ہے لیکن برطانیہ نے اپنے وطن میں یا ان ممالک میں جن پر جنگ کے بعد دوبارہ قبضہ ہوا ہے کچھ نہیں کیا۔ برطانیہ کی کمزور عمالی حکومت کو قدامت پسند دل سے مزید جو وصیف حاصل کرنے کی فکر رہتی ہے۔ عمالی حکومت ابھی کوئی پالیسی اپنے وطن میں! سامراجی یا بین الاقوامی امور میں اختیار کرنے سے گھبراتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ برطانیہ نے اپنے معیار زندگی کو ماضی میں اس لئے بلند رکھ سکا کہ اس کو محکوم اقوام پر تسلط حاصل تھا۔ اس کا سرمایہ بیرونی ممالک میں لگا ہوا تھا۔ اس کو بنک کاری، انشورنس اور تجارت میں فوقیت حاصل تھی اور اس کو شہنشاہی ترجیح حاصل تھی۔

حالیہ جنگ نے برطانیہ کی دنیا پر معاشی برتری کی داستان کو بے نقاب کر دیا۔ جنگ سے پہلے اس کا جو سرمایہ بیرونی ممالک میں لگا ہوا تھا اس کی مقدار چار ہزار ملین اسٹرلنگ تھی مگر اب برطانیہ کو امریکہ کے پٹہ اور قرضہ کی ذمہ داری کے علاوہ آٹھ ہی مقدار دوسرے ممالک کو ادا کرنی ہے۔ اسکے پیداوار کی مشین سست ہو گئی ہے۔ اب وہ افراط زر، ایندھن اور پیداوار خام کی کمی سے لڑ رہا ہے۔ جنگ سے انگلستان میں جو تباہی نازل ہوئی ہے وہ اس قدر زبردست ہے کہ برطانیہ کو معاشی اعتبار سے اپنا گھر درست کرنے صنعتی اعتبار سے قبل جنگ سطح پر آنے اور داخلی اور بیرونی ضروریات کی تکمیل کرنے کے لئے کچھ عرصہ درکار ہوگا۔ ان تباہیوں اور نقصانات کے دنظر قبل جنگ معیار زندگی حاصل کرنے کے لئے کافی عرصہ لگ جائیگا۔ اس کے علاوہ برطانیہ کو تباہ شدہ یورپ اور غالباً افریقہ اور ایشیا کے بعض ممالک کی ازسرنو تعمیر کرنی ہوگی۔ ان میں سے اکثر ممالک اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے فوری ادائی ہو سکے یا ترکے معاوضہ میں مال مہیا کر سکیں ان ممالک کو طویل المیعاد یا قلیل المیعاد قرضوں کی ضرورت ہوگی۔

قبل جنگ زمانہ میں برطانیہ کی بیرونی تجارت کی مقدار دو ہزار ملین اسٹرلنگ کے قریب تھی۔ درآمدات کی مقدار برآمدات سے کچھ زیادہ تھی۔ درآمدات کی قیمت برآمدات ادا کر دی جاتی تھی۔ اب برطانیہ اپنا معیار زندگی کس طرح برقرار رکھے گا؟ اب برطانیہ معاشی وسائل کس طرح فراہم کریگا؟ عوام حقیقت سے بیگانہ ہیں۔ بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہندوستان کو اسٹرلنگ فاضلات بہت جلد مل جائیں گے وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ وہ اس واقعہ کو نہیں سمجھ رہے ہیں کہ اس وقت قرض دہندہ اور قرض گیرندہ کی ذہنیت کارفرما ہے۔ قرض دہندہ ہمیشہ قرضہ وصول کرنے کی فکر میں رہتا ہے اور قرض گیرندہ ادائی میں تساہل برتتا ہے۔ ان حالات میں برطانیہ ہندوستان کو مال کیوں روانہ کرے گا جبکہ تبادلہ میں ہندوستان سے مال ملنے کی توقع نہیں بلکہ انگلستان سے آیا ہوا مال قرضہ میں محسوب کیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ برطانیہ کی پالیسی یہ ہے کہ خود زیادہ فائدہ اٹھائے دوسروں کو فائدہ اٹھانے دے۔

تصحیح

حیدرآباد کوآپریٹو انشورنس سوسائٹی

حیدرآباد

۲۹ آذر کی اشاعت میں سہو کتابت سے کاروبار چالوے ۲ کروڑ کے بجائے ۲ لاکھ شائع ہوا ہے۔ ناظرین صحت فرمالیں۔

ہفتہ وار
مملکت

۲۰ دے ۱۳۵۵ ف

کانگریس اپنے اصلی رنگ میں

(۲)

کانگریس نے جو انتخابی منشور شائع کیا ہے اس کی تسوید اس ہوشیاری سے کی گئی ہے کہ اس سے سرمایہ داروں کو بھی خوش کیا جا سکے اور زمینداروں کو بھی کچھ عرصہ قبل پنڈت جواہرلال نہرو نے ہندوستان کی معاشی منصوبہ بندی سے متعلق چند بڑے اہم خیالات کا اظہار کیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ پنڈت نہرو نے اپنے ان خیالات کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے حالیہ اجلاس میں کیوں نہیں پیش کیا اور اس کی توثیق کیوں نہیں حاصل کی۔ دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قومی معاشی منصوبہ بندی کی کمیٹی نے جس کے صدر خود پنڈت نہرو ہیں کیا پنڈت جی کے ان خیالات کو قبول کر لیا؟ اور سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کانگریس کے انتخابی منشور میں جو خاکہ پنڈت نہرو نے مرتب کیا ہے، ان خیالات کو کیوں جگہ نہیں دی گئی؟

کانگریس کے انتخابی منشور میں بتایا گیا ہے کہ کانگریس انتخابات اس لئے لڑ رہی ہے کہ وہ دنیا کو یہ بتانا چاہتی ہے کہ آزادی کی تحریک پر ہندوستان کے ووٹر کانگریس سے متفق ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ہندوستان کی ہر سیاسی جماعت آزادی چاہتی ہے مگر ہر جماعت کے نزدیک آزادی کا مفہوم مختلف ہے۔ یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کانگریس کے نزدیک آزادی کا کیا مفہوم ہے۔ کانگریس کے اعلان سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وسائل پیداوار مثلاً زمین، صنعت و حرفت اور تجارت پر مفاد ہائے حاصلہ کا قبضہ رہے گا اور نادار عوام کی اکثریت ان مفاد ہائے حاصلہ کے دست نگر رہے گی۔ کانگریس جس قسم کا دستور چاہتی ہے اس میں سوسائٹی کی موجودہ ہیئت ترکیبی حسب سابق رہے گی۔ بالفاظ دیگر ہندوستان کی معاشی اور سماجی ہیئت وہی رہے گی جو برطانوی حکومت کے دور میں رہی ہے یہ بات سمجھ میں آنا مشکل ہے کہ عوام کو معاشی اور سماجی غلامی میں مبتلا رکھ کر ان کے معیار زندگی کو بلند کرنے کا جو دعوٰی کانگریس کر رہی ہے وہ کس طرح پورا ہو سکتا ہے؟ کانگریس نے اعلان کیا ہے کہ دولت اور طاقت کو چند افراد یا جماعتوں کے ہاتھ میں جانے سے روکا جائے گا۔ کیا دولت اور طاقت آج بھی چند افراد اور جماعتوں کے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ اور کیا یہ چند افراد اور جماعتیں کانگریس کی زبردست حامی اور سرپرست نہیں ہیں؟

کانگریس نے اپنے انتخابی منشور میں یہ نہیں بتایا کہ ہندوستان کا دستور تشکیل دینے کا طریقہ کیا ہوگا۔ کیا صوبہ وار اسمبلیوں کے ارکان جو صرف (۱۳) فی صد آبادی کی نمائندگی کرتے ہیں دستور مرتب کرنے کا حق رکھتے ہیں؟ اور کیا ان کا مرتب کردہ دستور ۸۷ فی صد آبادی پر اس کی مرضی کے خلاف مسلط کیا جائے گا؟ اس منطقی تنقیح پر کانگریس کا منشور خاموش ہے مگر نتیجہ یہی مستنبط ہوتا ہے کہ کانگریس اس غیر جمہوری طریقہ کے خلاف نہیں ہے۔ دوسرے الفاظ میں کانگریس چاہتی ہے کہ اقتدار مفاد ہائے حاصلہ کے ہاتھوں میں رہے۔ اس طرح آزادی کا نام لے کر نادار عوام کو فریب دیا جا رہا ہے۔

کانگریسی لیڈر جلسوں میں بڑی دھواں دھار تقریریں کر رہے ہیں لیکن ہر جگہ ان میں گھبراہٹ اور تردد کے آثار نمایاں ہیں۔ کانگریس کے ایک انتہا پسند ترجمان ”فورم“ نے تحریر کیا ہے کہ ”ہر جگہ امیدوار اگرچہ کانگریس کی طرف سے نامزد کئے گئے ہیں پریشان سے نظر آتے ہیں“ اس پریشانی کی وجہ معلوم کرنا دشوار نہیں۔ ہر جگہ بایاں بازو تقویت حاصل کرتا جا رہا ہے۔

الفاظ کی حد تک کانگریسی لیڈر سامراج کے دشمن ہیں، سب سے زیادہ ترقی پسند ہیں اور فرقہ پرستی سے دور کا بھی تعلق نہیں رکھتے۔ لیکن ان کا عمل کیا ہے؟ پنجاب میں کانگریس اور مہا سبھا میں سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ کانگریسی امیدوار دیوان چمن لال کے مقابلہ میں مہا سبھا کے امیدوار سر گوکل چند نارنگ نے اپنا نام واپس لے لیا۔ روزنامہ ”ویر بھارت“ (لاہور) الکشن میں کانگریس کی حمایت کر رہا ہے اس نے تمام مہا سبھائیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ کانگریس کے مقابلہ میں دستبردار ہو جائیں۔ اس کا خیال ہے کہ اب کانگریس اور مہا سبھا میں کوئی بنیادی اختلاف نہیں رہا کانگریس کا حامی اخبار ”پربھات“ (لاہور) ایک قدم آگے بڑھ کر مشورہ دیتا ہے کہ چمن لال نارنگ سمجھوتہ پر تمام ہندوستان میں کیوں عمل نہیں ہو سکتا۔ مہا سبھائی روزنامہ ”ملاپ“ تمام کانگریسیوں کو مبارک باد دیتا ہے کہ انہوں نے پاکستان کے بارے میں کانگریس کا پوزیشن صاف کر دیا۔ کانگریس اور مہا سبھا کے سمجھوتہ کے لئے پنجاب میں الکشن کی مہم شروع کی گئی۔ شملہ کانفرنس کے موقع پر گوپی چند نے کانگریس لیگ مفاہمت کی مخالفت کی تھی تو کانگریس ہائی کمانڈ نے انہیں خاموش کر دیا تھا۔ آج جب گوپی چند علانیہ طور پر مہا سبھائی ذہنیت کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو ان پر کوئی کانگریسی اعتراض نہیں کرتا۔ گوپی چند کے حامی کہتے پھرتے ہیں کہ انہیں سردار پٹیل نے یہی ہدایت کی ہے

بنگال میں سردار پٹیل کے نامزد کردہ سرت چندر بوس کانگریس اور مہا سبھا کے اتحاد کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی طرح بہار میں بھی مہا سبھا اور کانگریس میں اتحاد ہو گیا ہے۔ بمبئی سے ڈاکٹر دیشمکھ کو امیدوار بنایا گیا ہے جو مہا سبھائی خیال کے حامی ہیں اور سردار پٹیل ڈاکٹر دیشمکھ کے حامی ہیں۔

کانگریس کے انتخابی منشور میں اعلان کیا گیا ہے کہ افراد اور جماعتوں کے ہاتھ میں دولت اور طاقت جمع ہونے نہیں دی جائے گی لیکن کانگریسی لیڈروں کا عمل کیا ہے؟ ہندوستان میں ہر جگہ کانگریسی لیڈر سرمایہ داروں کی خوشامد کر رہے ہیں۔ اور سرمایہ دار بھی بڑی تیزی سے کانگریس میں داخل ہو رہے ہیں۔ گوہینکا و لچھمی پت انتخابات کے سلسلہ میں کانپور گئے تو ان کا سب سے بڑا حامی بمبئی کے سرمایہ دار سنگھانیا اور رتن گپتا وغیرہ تھے جنہوں نے تنظیم اور مزدوری کے ذریعے

کروڑوں روپے کمائے اور اس میں سے چندہ کے کروڑ روپے کانگریس الکشن فنڈ میں دیدیئے۔ دہلی کے کانگریسی اخبار "ہندوستان ٹائمز" نے یہ خبر شائع کی ہے کہ بہار کے زمینداروں نے کانگریس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ پنڈت نہرو کے اپنے صوبہ یو۔پی کے تعلقہ دار بھی الکشن میں کانگریس کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ سردار جے سنگھ نگر یو۔پی کے بہت بڑے زمیندار ہیں۔ جب مرکزی اسمبلی کے لئے انہوں نے امیدوار ہونے کا اعلان کیا تو کانگریس نے اپنے امیدوار کا نام واپس لے لیا۔ پنجاب کے ایک بڑے مہاجن لالہ دیو راج کو کانگریس نے اپنا امیدوار بنانے کا وعدہ کیا ہے۔ بمبئی پریسیڈنسی کے ایک مشہور نمائندہ سے متوسط صوبہ دار کانگریس کے ٹکٹ پر مرکزی اسمبلی کے امیدوار ہیں۔ آندھرا کے سب سے بڑے زمیندار مہاراجہ پیٹھاپورم کانگریس کی پوری مدد کر رہے ہیں۔ آندھرا کے کانگریسی لیڈر ڈاکٹر پٹابھی سیتا رامیا خود ایک ساہوکار ہیں۔ انہوں نے ایک بیمہ کمپنی کھولی ہے جس کا نام "ہندوستان مرچنٹس انشورنس کمپنی ہے"۔ اس کے بڑے حصہ دار ... کے راجہ اور دوسرے زمیندار ہیں۔ ڈاکٹر پٹابھی اس کمپنی کے ڈائرکٹر ہیں۔ اور اس لئے وہ کانگریس میں سب سے زیادہ زمینداروں کے حامی ہیں۔ مدراس کے سابق کانگریسی وزیر مسٹر پرکاشم کے سکریٹری نے ... میں اعلان کیا ہے کہ احمد آباد، بمبئی، کانپور، کلکتہ اور مدراس کے مل مالکوں نے کانگریس کے نام پر لاکھوں روپے کانگریس کو چندے کے ان سے ووٹ کم مدد کا وعدہ کرے۔ یہ قسم زیادہ نہیں ہے بلکہ کانگریس کی طاقت انہی کی طاقت ہے۔ کانگریس کی کامیابی سے انہیں بھی ترقی حاصل نصیب ہوگی"۔

پنڈت نہرو جب حال میں امرتسر تشریف لے گئے تو ان کو (۵۵) ہزار کا کیسہ زر پیش کیا گیا۔ کیسہ زر پیش کرنے والوں میں زیادہ تر ملوں کے مالک تھے۔

کانگریس پر اشتراکیت پسند نہرو کا اتنا اثر نہیں جتنا کہ سردار پٹیل کا ہے۔ چنانچہ پنڈت نہرو بھی سردار پٹیل کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ سردار پٹیل اس وقت آمر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اب تک مرکزی اسمبلی میں کانگریس پارٹی کے لیڈر مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی تھے۔ سردار پٹیل مسٹر ڈیسائی کو پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ آئندہ انتخابات میں مسٹر ڈیسائی کے بجائے سردار پٹیل نے ... کو کھڑا کیا ہے۔ بنگال میں سردار پٹیل اپنا اقتدار سرت بوس کے ذریعہ استعمال کر رہے ہیں۔ "فری پریس جرنل" لکھتا ہے کہ پنجاب میں سردار پٹیل کے نامزد کردہ امیدواروں میں بیشتر ساہوکار، مہاجن اور بہت سے گمنام سرمایہ دار نظر آتے ہیں۔ جن لوگوں نے کانگریس کی خاطر قربانیاں کیں ان کو نظر انداز کر دیا گیا۔ سردار پٹیل ایسے لوگوں کو یہ کہہ کر خاموش کرنا چاہتے ہیں کہ انتخابات لڑنا کانگریس کے پروگرام کا ایک معمولی جزو ہے۔ کانگریس کے ارکان کو بہت سے اہم کام انجام دینے ہیں۔ امیدواروں کو نامزد کرنے میں کانگریس کے مسلک کو ملحوظ نہیں رکھا گیا بلکہ ایسے افراد کو نامزد کیا گیا جن کی کامیابی کی توقع ہے۔ چنانچہ "فری پریس جرنل" لکھتا ہے کہ مرکزی اسمبلی کے لئے کانگریسی امیدواروں کی فہرست شائع ہو چکی ہے۔ ہر جگہ امیدواروں کو نامزد کرنے میں یہ اصول ملحوظ رکھا گیا ہے کہ امیدوار کتنے ووٹ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ نہیں دیکھا گیا کہ امیدوار نے کانگریس کی اور ملک کی کیا خدمت انجام دی۔ جن لوگوں نے کانگریس کے لئے قربانیاں کیں ان کو نظر انداز کر دیا گیا۔

اور ان پر مفادات حاصلہ کو ترجیح دیگی۔ ملک کی اس سے زیادہ بدنصیبی کیا ہو سکتی ہے کہ ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت اقتداری سیاسیات میں الجھ کر اس طرح بہا بہا زمینداروں اور سرمایہ داروں کے آغوش میں جا گرے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کانگریس کی ترقی پسند اور آزادی کے دعوے کے باوجود سارا ملک رجعت پسندی سے دوچار ہو جائیگا۔

کانگریس کی یہ کوشش کہ آزادی کے نام سے اونچے طبقوں کی حکومت قائم کی جائے، آسانی سے کامیاب نہیں ہو سکتی۔ انتخابات کے بعد کانگریس کو ایک دشوار گزار مسئلہ سے دوچار ہونا پڑے گا۔ قبل اس کے کہ صوبہ واری مجالس مقننہ کے ارکان کو دستور تشکیل دینے کا حق حاصل ہو فرقہ واری مسئلہ کا حل ضروری ہے اور یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا جب تک کہ لیگ اور کانگریس میں سمجھوتہ نہ ہو جائے۔ اور پنڈت نہرو نے صاف کہہ دیا کہ لیگ سے سمجھوتہ کسی صورت میں ممکن نہیں۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے۔ وہی سیاسی تعطل اور وہی دیرینہ غلامی۔ اور اس نتیجہ کی ذمہ داری کانگریس اور صرف کانگریس پر عائد ہوتی ہے۔

اشتہار

حاضری مدعا علیہ در پیشی عدالت دیوانی منصفی تعلقہ حضور نگر ضلع نلگنڈہ

نمبر مقدمہ ۹ بابت ۱۳۵۵ ف

باجلاس مولوی محمد بدر الدین صاحب مددگار منصف۔

کت بچیا مدعی بناو بدہ لنگا گی مدعا علیہ

دعویٰ زر نقد

بنام کٹے بوبیہ پدہ لنگا گی ولد سوامی قوم ... پیشہ زراعت ساکن موضع گڈ گنڈلہ تعلقہ حضور نگر۔

ہرگاہ مقدمہ ہذا میں تمہارے نام بغرض جوابدہی مقدمہ سمن جاری کیا گیا مگر رپورٹ تعمیل کنندہ سمن سے واضح ہوا کہ تم ترک مقام سکونت جانب بجواڑہ علاقہ انگریزی چلے گئے ہو اس لئے بسلسلہ ری استدعا مدعی تم کو ذریعہ اشتہار ہذا اطلاع دیجاتی ہے کہ تم تاریخ ۱۰ اردی بہشت ۱۳۵۵ ف بوقت ۱۰ بجے دن حاضر عدالت ہذا ہو کر اصالتاً یا وکالتاً جوابدہی کرو۔ ورنہ بعدم حاضری تمہارے کارروائی ضابطہ عمل میں آئیگی۔

مہر عدالت سررشتہ دار صاحب عدالت

کانگریس اور مہاسبھا کا اتحاد

از: کرشن

کانگریس کی طرف سے الکشن جیتنے کے لئے بڑے زور و شور سے کام شروع ہو گیا ہے۔ کانگریس کے بڑے بڑے لیڈر ملک کا دورہ کر رہے ہیں۔ جلسے ہوتے ہیں۔ تقریریں کی جاتی ہیں۔ لیکن ان تقریروں میں کیا کہا جاتا ہے؟

بس دو باتیں۔ کمیونسٹ غدار ہیں اور مسلم لیگ انگریزی سرکار کی ایجنٹ ہے۔ وطن کی محبت لے دے کر ایک کانگریس کے حصہ میں آئی ہے۔

اپنے منہ میاں مٹھو بننا اور دوسروں کو گالی دینا بس اب کانگریسی لیڈروں کا کام رہ گیا ہے۔ دلی میں ابھی پنڈت نہرو نے ایک تقریر کی ہے کمیونسٹوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ سنہ ۴۲ء میں کمیونسٹ حکومت سے جا ملے تھے۔ انھوں نے آزادی کی لڑائی کو کچلنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔

سردار پٹیل کی اکہترویں سالگرہ ابھی بمبئی میں بڑی دھوم دھام سے منائی گئی۔ سردار جی نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آنے والے الکشن میں کانگریس کا نعرہ ہوگا کہ "انگریزو ہندوستان چھوڑ دو۔"

لیکن کیا اس سے پہلے بھی کانگریس اور عوام سب یہی چاہتے نہیں تھے؟ کانگریس نے آج سے کوئی بیس برس پہلے مکمل آزادی کی تجویز منظور کی تھی۔ اس تجویز کا مطلب یہی تو تھا کہ انگریز ہندوستان چھوڑ جائیں۔ ایسا آج کون سی نئی بات کانگریس نے کہی ہے؟ کانگریس یہ بات بہت دنوں سے کہتی آئی ہے۔ ہر ہندوستانی یہی بات کہتا ہے۔ آج ضرورت اس بات کو دہرانے کی نہیں ہے۔

آج ہمیں اصل میں بتانا یہ ہے کہ انگریز کو ہندوستان سے نکالنے کا اور ملک کی مکمل آزادی حاصل کرنے کا راستہ کیا ہے۔ لیکن اس بارے میں سردار جی کا دماغ بالکل کورا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"میں آپ کے سامنے کوئی صاف نقشہ یا تجویز نہیں لایا ہوں۔ میں تو صرف یہی چاہتا ہوں کہ آنے والے الکشن میں آپ اپنا فرض ادا کیجئے۔ کانگریس کو کامیاب بنائیے۔ پھر ہم سوچیں گے کہ اس کے بعد کیا کرنا ہے۔ الکشن کے بعد ایک اور جدوجہد آنے والی ہے ملک کو اس کے لئے ابھی تیار ہونا ہے۔"

مطلب یہ ہوا کہ "ہم پر بھروسہ رکھئے آزادی مل جائے گی" لیکن آزادی حاصل کرنے کے لئے عوام کو کیا کرنا ہوگا؟ "اس کا میدان نقشہ نہیں لایا ہوں"۔ کانگریس کے رہنما آج کل اسی طرح ملک کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ کبھی کبھی آنے والی جدوجہد کی دھمکی بھی دی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس بار ہمیں کامیابی ضرور ہوگی۔ لیکن پچھلی جدوجہد کیوں کامیاب نہ ہو سکی؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ مزدوروں اور کسانوں کی منظم تحریک کمیونسٹوں کے ہاتھ میں تھی۔ وہ عین موقع پر دھوکا دے گئے۔ عام مسلمانوں پر مسلم لیگ کا اثر تھا پر وہ انگریزوں کی ایجنٹ نکلی!

کانگریسی لیڈر یہ نہیں سمجھتے کہ ناکامی کا اصل سبب ان کی اپنی حکمت عملی کا دیوالیہ پن تھا۔ وہ اپنی بے عملی اور ناکامی کی ذمہ داری کمیونسٹ پارٹی اور مسلم لیگ پر ڈالنا چاہتے ہیں اور اگر یہ دونوں جماعتیں غدار ہیں تو پھر ان سے مل کر ملک کی آزادی کے لئے لڑنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا!

جہاں تک زبانی جمع و خرچ کا تعلق ہے کانگریس کے لیڈر انگریزی سامراج کے کٹر دشمن ہیں۔ سب سے زیادہ ترقی پسند ہیں۔ اور فرقہ پرستی سے دور کا لگاؤ بھی نہیں رکھتے۔ لیکن اگر کوئی پوچھے کہ ان کا عمل کیا ہے تو کہنا پڑے گا کہ ان کی باتوں سے کوئی لگاؤ نہیں ہوتا۔

پنڈت نہرو نے دلی میں تقریر کرتے ہوئے ہندو مہاسبھا اور اس کے لیڈروں کو بہت برا بھلا کہا لیکن ان کے کہنے کے بعد پنڈت جی کے ساتھیوں نے ہندو مہاسبھا کے ساتھ سلوک کیا کیا؟

پنجاب میں کانگریس اور ہندو مہاسبھا کے گٹھ بندھن ایک شرمناک داستان ہے۔

بنگال میں یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے کہ سردار ولبھ بھائی پٹیل کے نئے مددگار مسٹر بوس کانگریس اور مہاسبھا کے اتحاد کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ بات چیت ابھی کچھ دنوں کے لئے بند ہو گئی ہے لیکن اس لئے نہیں کہ دونوں میں کوئی اصولی اختلاف تھا بلکہ اس لئے کہ ابھی طے نہیں ہوا کہ کس کو کتنا حصہ ملے۔

اسی طرح بہار میں کانگریسی اخبار "سرچ لائٹ" نے مہاسبھا سے التجا کی ہے کہ وہ کانگریسی امیدواروں کا مقابلہ نہ کرے۔

خود سردار پٹیل پر کچھ کانگریسیوں نے اعتراض کیا کہ بمبئی سے مرکزی اسمبلی کے لئے ڈاکٹر ونس مکھرجی کو امیدوار کیوں بنایا گیا وہ تو مہاسبھائی خیال کے آدمی ہیں؟ سردار جی نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ

"اگر کوئی ہندو مہاسبھائی ہندو کے حق کی حفاظت کرنا چاہتا ہے تو میں کہوں گا کہ ہر ہندو مہاسبھائی کانگریس میں آجائے اور اپنی قابلیت سے کانگریس کو فائدہ پہنچائے" (ملاحظہ ہو نوجیون گجرات سماچار ۹ نومبر یہ گجراتی زبان میں کانگریس کا اخبار ہے)

لیگ سے دشمنی مول لینے کے بعد ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ ہندو مہاسبھا سے دوستی کی جائے۔ کانگریس آج اسی راستے پر چل رہی ہے۔

کانگریس کے الکشن مینی فسٹو میں اعلان کیا گیا ہے کہ افراد اور گروہوں کے ہاتھ میں دولت اور طاقت جمع ہوتے نہیں رہنے دی جائے گی جو دولت مند طبقے سماج کے دشمن ہیں ان کی مخالفت کی جائے گی اور دولت کو پیدا کرنے اور تقسیم کرنے کے اہم ذرائع پر سماج کا کنٹرول ہوگا۔

یہ باتیں تو بڑی لمبی چوڑی ہیں لیکن کانگریسی لیڈروں کا عمل کیا ہے؟ مہاجنوں میں ہر جگہ کانگریسی لیڈر سرمایہ داروں کی خوشامد کر رہے ہیں اور یہ سرمایہ دار بھی بڑی تیزی سے کانگریس میں داخل ہو رہے ہیں۔

گووند ولبھ پنت جی الکشن کے سلسلے میں دورہ کر رہے ہیں کانپور گئے تو ان کا سب سے بڑا سہارا کانپور کے سرمایہ دار سنگھانیا اور رام رتن گپتا وغیرہ تھے جن سے کانپور کا ہر بھلا آدمی نفرت کرتا ہے۔ ان لوگوں نے مزدوروں اور غریبوں کا خون چوس کر کروڑوں روپے بنائے تھے، اس میں سے چند لاکھ روپے کانگریس کے الکشن فنڈ میں دے دئیے۔

بہار کے کانگریسی اخبار "سرچ لائٹ" نے خود یہ خبر چھاپی ہے کہ بہار کے زمینداروں نے کانگریس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

پنڈت نہرو کے اپنے صوبے یعنی یوپی کے تعلقہ دار بھی اس الکشن میں کانگریس کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ سر جے سنگھ وزیر اعظم یوپی کے بہت بڑے زمیندار ہیں۔ انھوں نے جب مرکزی اسمبلی کی ممبری کے لئے امیدوار ہونے کا اعلان کیا تو کانگریس نے اپنے امیدوار کا نام واپس لے لیا۔

پنجاب میں سب سے بڑے بینک کے مالک لالہ یودھ راج کو کانگریس نے اپنا امیدوار بنانے کا وعدہ کیا ہے۔ آج کل سب سے بڑا

(بقیہ صفحہ ۷ کالم ۳)

غریب کاشتکاروں کے فائدہ کیلئے حکومت سرکار عالی کا جدید قانون

دوسروں کی زمینات پر محنت کرنے والوں کی بے اطمینانی رفع کردی گئی ہے

غریبوں کی محنت سے اپنی زمینات کی اصلاح و ترقی کروانا اور پھر انہیں بیدخل کر دینا اب پٹہ داروں کے لئے ممکن نہ ہوگا

تمدنی اراضی کے آسامیان شکمی یعنی تولداروں کے حقوق کی حفاظت کا مسئلہ ایک عرصہ سے حکومت سرکار عالی کے زیر غور رہا ہے۔ حکومت نے آج سے تقریباً ۱۰ سال قبل سررشتہ مال کے ایک افسر مسٹر ہیرو چہ کو حکم دیا تھا کہ وہ زمینی تعمیرات کے مسئلہ کی تفصیلی تحقیقات کر کے رپورٹ پیش کرے۔ اس رپورٹ میں بھی مسٹر ہیرو چہ نے تولداروں کی امداد کی ضرورت پر زور دیا تھا۔ اس سفارش کی بنا پر حکومت نے تولداروں کی مشکلات کا صحیح اندازہ لگانے کے لیے سررشتہ جات مال و عدالت کے چند تجربہ کار اعلیٰ عہدہ داروں کی ایک کمیٹی مقرر کی۔ اس کمیٹی نے ہر ضلع میں تین تین دیہی مواضعات کو منتخب کر کے تولداروں کے متعلق تفصیلی اعداد و شمار جمع کئے اور خود بھی اکثر مواضعات کا دورہ کر کے حالات کا مشاہدہ کیا۔ کمیٹی مذکور کی سفارشات کے مد نظر حکومت نے قانون موسومہ قانون حفاظت حقوق آسامیان شکمی کا مسودہ کونسل وضع قوانین میں پیش کیا جو بعد منظوری مجاز جریدہ اعلامیہ مورخہ ۵ امرداد ۱۳۵۳ف میں قانون آسامیان شکمی کے نام سے نافذ ہوا۔ مالک محروسہ سرکار عالی میں زراعت پیشہ کا ایک بڑا حصہ تولداروں پر مشتمل ہے تاوقتیکہ اس طبقہ کو اپنی تولی زمینات کے قبضہ کی طمانیت حاصل نہ ہو اس کی توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اپنی کاشت کو ترقی دے گا۔ قانون آسامیان شکمی قابضین اراضی کو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ تولداروں کو جب ان کا جی چاہے بیدخل کر دے۔ اس قانون کی رو سے وہ تولدار جو (۶) سال یا اس سے زائد عرصہ سے اراضی کی کاشت کر رہے ہوں، محفوظ آسامیان شکمی متصور ہوں گے اور جب تک کہ وہ مقررہ لگان پابندی سے ادا کرتے رہیں اور اراضی کو کوئی مستقل نقصان نہ پہنچائیں، اراضی سے بیدخل نہیں کئے جا سکیں گے۔ مالک اراضی اگر بذات خود کاشت کرنا چاہے یا کسی غیر زراعتی غرض کے لیے اس کو زمین کی ضرورت ہو تو وہ تولدار کو ایک سال قبل نوٹس دیکر اور تولدار نے جو اراضی میں ترقی دی ہو اس کا معاوضہ ادا کر کے تولدار کو اراضی سے بیدخل کر سکے گا۔ مالک اراضی اور تولداروں کے مابین لگان سے متعلق کوئی نزاع ہو تو تصفیہ کا اختیار دیا گیا ہے وہ اپنی صوابدید سے واجبی لگان کا تعین کرے۔ اگر تولدار نے اپنی تولی زمینات میں درخت نصب کئے ہوں تو درخت تولدار کی ملک متصور ہوں گے اور بیدخلی کی صورت میں تولدار کو ایسے درختوں کا معاوضہ واجب الادا ہوگا۔ بد فصلی کے زمانے میں لگان کی وصولی کا التوا، اور معافی کے بارے میں بھی احکام وضع کئے گئے ہیں تاکہ تولدار ایسے زمانے میں سالم لگان کی ادائی کے لیے پریشان نہ کئے جائیں اور بصورت عدم ادائی اراضی سے بیدخل نہ کئے جائیں۔

جو تولدار "محفوظ آسامیان شکمی" کی تعریف میں نہیں آتے ان کے لیے حکم دیا گیا ہے کہ تول کی مدت ۱۰ سال سے کم نہ ہوگی تاکہ انہیں بر بنائے معاہدہ کم از کم ۱۰ سال تک اطمینان حاصل رہے۔

قانون مالگزاری کے تحت شکمیداروں کے ایسے حقوق جو قانون آسامیان شکمی کے عطا کردہ حقوق سے برتر ہوں حسب حال بحال رہیں گے اور اس جدید قانون سے ان پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔

قانون ہذا کی رو سے ہر اس آسامی شکمی کے حقوق کی حفاظت کی گئی ہے جو یکم آذر ۱۳۵۲ف سے عین قبل کم از کم (۶) سال تک کسی اراضی پر قابض رہا ہو اور وہ مذکورہ مدت میں بطور خود کاشت کیا ہو۔

قانون آسامیان شکمی چار ابواب پر مشتمل ہے جن کی فہرست مضامین درج ذیل کی جاتی ہے۔

باب اول (۱) مختصر نام۔ وسعت مقامی۔ تاریخ آغاز۔
(۲) تعریفات۔
(۳) محفوظ آسامیان شکمی۔

باب دوم (۴) کیا ہر شخص ۱۳۵۲ف کے بعد بیدخل شدہ آسامیان شکمی بھی آسامیان شکمی متصور ہوں گے۔
(۵) محفوظ آسامیان شکمی کے حقوق اور اس کی ذمہ داریاں۔
(۶) آسامی شکمی علامات حدود کی نگہداشت کے ذمہ دار ہوں گے۔
(۷) قابض اراضی کن صورتوں میں محفوظ آسامی شکمی کی حقیت کو ختم کر سکے گا۔
(۸) محفوظ آسامیان شکمی نے اراضی کی حیثیت میں جو ترقی دی ہو اس کا معاوضہ۔
(۹) محفوظ آسامی شکمی کی وفات پر اس کی حقیت کا جاری رہنا۔
(۱۰) قابض اراضی بٹائی کا پابند ہوگا سوا اس کے کہ اس کی رضامندی حاصل کی گئی ہو۔
(۱۱) حکم عدالت کی تعمیل میں ضبطی ترقی اور بیج کا استثناء۔
(۱۲) ادا شدنی لگان کے متعلق حقوق۔
(۱۳) اراضی کی ضرورت تو قابض اراضی کوئی اور انتفاع نہ ہونے کی صورت میں بیدخل کے معاوضہ کے لیے درخواست۔

باب سوم (۱۴) حد بندیات وغیرہ کی مسدودی۔
(۱۵) انتہائی شرح لگان مقرر کرنے کے متعلق سرکار عالی کا اختیار۔
(۱۶) لگان کی برآمدگی یا معافی۔
(۱۷) سکونتی مکان سے بیدخلی کی ممانعت۔
(۱۸) آسامی شکمی کو اس اراضی کو خرید لینے کا پہلا موقع دیا جائے گا جس پر اس نے اپنا سکونتی مکان تعمیر کیا۔
(۱۹) آسامی شکمی کے حقوق اس کے نصب کردہ درختوں کے متعلق۔
(۲۰) بوجہ عدم ادائی لگان آسامی شکمی کی حقیت ختم کر دی جانے کی صورت میں چارہ کار۔
(۲۱) بعض دیگر صورتوں میں آسامی شکمی کی حقیت کے ختم کرنے کے خلاف چارہ کار۔
(۲۲) لگان کے رسائد۔
(۲۳) کوئی زراعتی تول دس سال کم مدت کے لیے نہ دیا جا سکے گا اور نہ کوئی دیا ہوا تول ایسی مدت سے قبل بجز بوجہ انفصال مدت تول ختم کیا جا سکے گا۔
(۲۴) قبضہ حاصل کرنے کے لیے طریقہ کارروائی۔
(۲۵) بعض اراضی سے قانون ہذا متعلق نہ ہوگا۔
(۲۶) قانون ہذا آسامیان شکمی کے ان حقوق کو متاثر نہ کرے گا جو انہیں کسی اور قانون کی رو سے حاصل ہوں۔

باب چہارم (۲۷) قواعد۔
(۲۸) تعلقات مخصوصہ سرکار عالی کا اختیار۔
(۲۹) ترمیم قانون مالگزاری اراضی ❖

سیاسی نمک پارے

(۱)

کشاف

بلا تنقید:۔

مدراس کے سابق وزیر مسٹر پرکاشم کے پارلیمنٹری سکریٹری مسٹر تمناچی رو آندھرا پتریکا میں عوام سے کانگریسی امیدواروں کو ووٹ دینے کی اپیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ احمد آباد، بمبئی، کانپور، کلکتہ اور مدراس کے مل مالکوں اور بیوپاریوں نے کانگریس کے نام پر لاکھوں روپیہ کمایا ہے۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی کو چاہیئے کہ وہ ان لوگوں سے دو لاکھ روپے کا مطالبہ کرے۔ یہ رقم زیادہ نہیں ہے۔ کانگریس کی طاقت ان کی طاقت ہے سو کانگریس کی کامیابی سے انہیں بھی خوشحالی نصیب ہوگی (ایک معاصر)

کیا دنیا کو مدرس کی ضرورت ہے؟ (ایک لیفلٹ کا عنوان)

دنیا کو یقیناً مدرس کی ضرورت ہے مگر مدرس کو ذرا معقول تنخواہ کی ضرورت ہے

ڈاکٹر سید عبد اللطیف اس بنا پر معتوب ہوگئے کہ انہوں نے پاکستان کی تفصیلات سے بحث کرنی چاہی (پیام)

۔ وجہ اتنی مختصر نہیں۔ اور بھی وجوہ ہیں جن سے قاضی عبد الغفار صاحب، مسٹر راجگوپال چاری، اور سر سلطان احمد خوب واقف ہیں۔

حسب حکم گنج میں مسٹر رام کشن درہوت کی دختر کی شادی گاندھی آشرم سیواگرام کے کاکا کالیکر کے جدید اصول کے مطابق عمل میں آئی ہے۔ کاکا کالیکر کا خیال ہے کہ سوراج ملنے تک بوڑھے بچے نہیں پیدا کرنے ہونگے۔ (ایک خبر)

اس طرز ازدواج کے نتائج کو اکبرالہ آبادی کے ایک شعر میں ذرا سا تصرف کر کے یوں بیان کیا جاسکتا ہے ؎

ہوئے جب سے ہم ایسے کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا

کٹی عمر آشرم میں مرے ہسپتال جاکر

ملک کی زبان اردو قرار دی گئی" کے عنوان کے تحت معاصر "سیر دکن" تحریر کرتا ہے کہ:۔

"ہم آخر میں یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہماری ریاست ابد مدت کی حکومت نے کبھی یہ قرار نہیں دیا کہ اس ملک کی زبان اردو ہے۔ اور نہ معاصر محترم "رہبر دکن" کو اپنے طور پر ملک کی زبان کو اردو قرار دینے کا کوئی اختیار حاصل ہے۔"

ہم اس رائے سے بالکل متفق ہیں۔ کیا حق ہے معاصر محترم "رہبر دکن" یا کسی اور محترم کو اردو جیسی بدیسی زبان کو ملکی قرار دینے کا البتہ آندھرا تا پنڈت سنجیت راؤ جی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ انگریزی کو حیدر آباد کی ملکی اور مشترکہ زبان قرار دیں۔ ملاحظہ ہو رپورٹ میکنزی کمیٹی۔

مغربی تمدن کی امتیازی خصوصیت پر بحث کرتے ہوئے پروفیسر سی۔ای۔ایم جوڈ لکھتے ہیں کہ:۔

عصر جدید کا انسان ہوا میں پرند کی طرح اڑ سکتا ہے اور پانی میں مچھلی کی طرح تیر سکتا ہے۔

مگر عصر جدید کا انسان زمین پر آدمی کی طرح چلنا نہیں جانتا۔

---

(۱) یوم فلسطین کے سلسلہ میں جلوس نکالنے کی پاداش میں چند لیڈروں کو کراچی پولیس نے گرفتار کر لیا۔

(۲) سرنگاپٹم میں ٹیپو سلطان کی برسی پر امتناع عاید کیا گیا اور پچاس اشخاص سے زیادہ کا اجتماع خلاف قانون قرار دیا گیا۔

(اخباری سرخیاں)

ہمیں یاد پڑتا ہے کہ مولوی ابو الحسن سید علی صاحب نے بیان کیا تھا کہ حیدر آباد میں شہری آزادیاں مفقود ہیں اور مولوی صاحب کی پرزور تائید مسٹر رام کشن راؤ اور پنڈت راما چاری نے کی تھی۔

ع۔ رموز مصلحت خویش لیڈراں دانند

آندھراؤں کی تاریخ نہایت قدیم اور درخشاں ہے۔ انہوں نے بڑے بڑے سامراج قائم کئے۔۔۔۔۔۔ آندھرا تحریک کا مقصد یہی تھا کہ ان آندھراؤں میں نشاۃ ثانیہ کی ایک نئی روح پھونکی جائے۔ آندھرا تحریک ریاست کی ایک عوامی تحریک ہے اس میں کوئی فرقہ وارانہ یا طبقہ واری (مسیبازی نہیں ہے (رعیت)

ہمارے ایک دوست جو آندھرا کانفرنس کے جلسوں میں شریک رہ چکے ہیں بیان کرتے ہیں کہ یہ تحریک قدیم آندھرا تہذیب کے احیا کی ایک کوشش ہے۔ اس میں صرف ایک فرقے کے لوگ شریک ہیں۔ عوام کے نام سے زمینداروں کے مفادات کی تائید کی جاتی ہے۔ پٹیل پٹواری اس تحریک کی روح رواں ہیں۔ اس تحریک میں ملک کی مشترکہ زبان اردو کا کوئی مقام نہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ہم بھی اپنی رائے ظاہر کرنا چاہتے تھے مگر رجعت پسند کہلائے جانے کے خوف سے معاصر "رعیت" کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں۔

کانگریس کے لئے ووٹ دینا آزادی کے لئے ووٹ دینا ہے۔ (مسٹر چندریگر)

زمانہ کا انقلاب دیکھئے اناج مہنگا ہو گیا اور آزادی اتنی سستی ہو گئی۔ یہ آزادی جو ستیا گرہ سے حاصل نہ ہو سکی صرف ووٹ سے حاصل ہو رہا ہے پرچہ اندازی کا صندوق گویا علاء الدین کا چراغ ہو گیا۔

چوپاٹی پر پنڈت نہرو کی تقریر کے بعد مشتعل کانگریسیوں کے ایک مجمع نے جس کے ساتھ چند غنڈے بھی تھے کمیونسٹ پارٹی کے صدر دفتر پر ہنگامہ برپا کر دیا جس میں دو نوجوان کمیونسٹ بری طرح زخمی ہوئے (ایک خبر)

اس واقعہ پر کمیونسٹوں کو برہم نہ ہونا چاہیئے۔ کانگریسیوں اور غنڈوں کے اشتراک عمل سے غنڈوں میں عدم تشدد کی روح پیدا ہو جائے گی جس سے ملک کو فائدہ ہی فائدہ ہے۔

…میں مہاسبھا اور بنک کے مالکوں سے کانگریس کا اتحاد

از
روشن چند

پنجاب کے ایک حلقہ سے مرکزی اسمبلی
…کانگریسی امیدوار دیوان چمن لال کے
…بلہ میں ہندو مہاسبھا کے امیدوار سر
…ں چند نارنگ نے اپنا نام واپس لے
…ے اس خبر کو کس کر ہندوستان اور
…ر پنجاب کے سیاسی حلقے مختلف قسم
…رائے زنی کر رہے ہیں۔ ان سے ہمارے
…ں کی سیاست کا رخ کا صحیح اندازہ ہوتا ہے
پنجاب ہندو جنلیس بورڈ کے سکریٹری
…برج لال نے فرمایا ہے "اگر کانگریس اور
…و مہاسبھا دونوں کی جدوجہد کا مقصد ایک
…ئے تو اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے"
روزنامہ ویر بھارت لاہور لکھتا ہے "میں
…نگریس کی حمایت کر رہا ہے۔ اس کا اختتام
…سبھائی امیدواروں سے اپیل کی ہے کہ
…کانگریسیوں کے حق میں دست بردار
…جائیں اس کا خیال ہے کہ اب کانگریس
…ر مہاسبھا کے درمیان کوئی بنیادی اختلاف"
…یں" ہے اس نے یہ اپیل کامیاب ہونا چاہئے
…کانگریس کا حامی اخبار پربھات (لاہور)
…قدم اور آگے بڑھ گیا ہے وہ یہ تسلیم کرتا
…ا ہے کہ "چمن لال نارنگ سمجھوتہ پر
…م ہندوستان میں کیوں عمل نہیں ہو سکتا"
…سبھائی روزنامہ ملاپ (لاہور) کانگریسی
…ڈروں کو مبارکباد پیش کرتا ہے کہ انہوں
…پاکستان کے بارے میں کانگریس کی پالیسی
…ف کر دی۔ پھر وہ ان کانگریسی رہنماؤں
…شکوہ بھی کرتا ہے "جو ابھی تک خود ارادیت کے
…الفاظ استعمال کر کے کانگریس کی پالیسی کو غلط
…رنگ میں پیش کرتے رہے ہیں" "ہم خوش ہیں"
…ہندو ویر بتاتا ہے کہ پاکستان کی تمام مخالف

عام ہیں کانگریس کے جھنڈے تلے منظم ہوں
سوال یہ ہے کہ پنجاب صوبائی کانگریس
کمیٹی کے صدر مولانا داؤد غزنوی اور دوسرے
صوبائی لیڈروں نے کانگریس کی پالیسی کو
کس طرح پیش کیا ہے؟

درخواست نامزدگی پیش کرنے سے کچھ
دن پہلے کانگریسی امیدوار دیوان چمن لال
نے ایک تقریر میں اعلان کیا تھا "پاکستان
ہماری لاشوں پر بن سکے گا"۔ اس اعلان
کے کانگریسی اور مہاسبھائی لیڈروں کی بات
چیت شروع ہوگئی۔ ان میں دو شخصوں کے
حامی اور مہاسبھائی خیال کے حامی اور مہاسبھائی
خیال کے کانگریسی لیڈر ڈاکٹر گوپی چند بھارگو
مولانا داؤد غزنوی اور دیوان چمن لال
کانگریس کی نمائندگی کر رہے تھے —
اس گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا کہ مہاسبھا کانگریس
لیڈروں نے ڈاکٹر نارنگ کو ایک خط لکھا
اس خط میں وعدہ کیا گیا تھا کہ وہ پاکستان
کی اور اسمبلیوں میں کانگریس لیگ مساوات
کی مخالفت کریں گے جب مہاسبھا کو اس بات پر
مطمئن کر دیا گیا تو اس کا نمائندہ دستبردار ہو گیا
اس سمجھوتہ کے بعد پنجاب میں الکشن کی
مہم کا افتتاح کرتے ہوئے یکم نومبر کو گوپی چند
نے اعلان کیا کہ "جب تک ہمارے جسم میں
خون کا آخری قطرہ باقی ہے ہم ہندوستان کی
تقسیم کی مخالفت کریں گے" — پنجاب میں
کانگریسی مہاسبھا ایکٹ ہو گئے ہیں اکثر کانگریسی
کارکنوں کے خیالات بدلتے جا رہے ہیں لیکن
کچھ کانگریسی ایسے بھی ہیں جنھوں نے سمجھوتہ کا
مطلب سمجھ لیا ہے۔ ایک کانگریسی پنڈت
رام سروپ شرما نے بو کھلا کر اپیل کی ہے …

ہوتے ہیں کہ "وہ اس سمجھوتہ سے مہاسبھا اور
ہمارے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط ہوں گے
ہم گوکل چند نارنگ کو آسانی سے ہرا سکتے
ہیں۔ پھر ہم اس کے مقابلہ میں کیوں ہتھیار
ڈالیں" جیل میں جب کانگریس اور مہاسبھا
کے درمیان خفیہ سمجھوتہ کی خبر پہنچی تھیں تو
ہمیں بڑا دکھ ہوا تھا" — مجھے معتبر ذرائع
سے معلوم ہوا ہے کہ پنجاب اسمبلی کی دوسری
نشستوں کے متعلق بھی کانگریس اور مہاسبھا کا
تقریباً سمجھوتہ ہو چکا ہے۔ مہاسبھا نے پیشکش
کی ہے کہ اگر کانگریس مہاسبھا کے چند امیدوار
کی حمایت کرے تو دوسرے حلقوں میں کانگریس
کا پوری طرح ساتھ دے گی۔ کانگریس کے
ذمہ دار لیڈر اس شرط کو قبول کرنے کے لئے
تیار ہیں۔ ایک ذمہ دار کانگریسی ایم ایل اے
نے کہا "اس طرح ہمارا کافی روپیہ اور
محنت بچ جائے گی۔ کانگریس ایک بڑی جماعت
کی حیثیت سے چند غیر کانگریسی ہندوؤں کو
اپنا امیدوار بنا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ہم اپنی
طاقت مسلم حلقوں میں مسلم لیگ کے خلاف استعمال
کر سکتے ہیں"

ایک طرف کانگریس علانیہ مہاسبھا کا ساتھ
دے رہا ہے دوسری طرف کانگریس ٹکٹ
حاصل کرنے کے لئے ایسے لوگ کانگریس میں
شامل ہو رہے ہیں جو عرصے سے اپنی کانگریس
دشمنی کی وجہ سے بدنام تھے۔ ان میں گوپی
چند بھارگو کے بھائی تھاکر داس بھارگو ہیں
آپ ۱۹۳۴ء میں مرکزی اسمبلی کی ممبری کے
لئے کانگریسی امیدوار کے خلاف کھڑے
ہوئے تھے۔ سنا گیا ہے کہ لالہ لودھو رام
بنکوں کے مالک جو آج بھی مہاسبھا کو ہزار
روپیہ ماہانہ چندہ دیتے ہیں اور سنٹرل
بنک کے مالک جنہیں کانگریس کی خدمت
کرنے کا کبھی شرف حاصل نہیں ہوا) کو کانگریس
کا ٹکٹ دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ کانگریس
نے ابھی تک ۵۰ م۔ امیدواروں کی
فہرستیں بھی ہیں۔ ان میں چند قابل ذکر

نام یہ ہیں۔ جانشین خوشحال چند۔ ملاپ اخبار
کے مالک اور آریہ سماج کے لیڈر جنھوں نے
لاہور کے ضمنی انتخاب میں کھلم کھلا کانگریس
کی مخالفت کی تھی۔ اور راولپنڈی کے
مہاسبھائی لیڈر من لال لمبا اور نیک چند —
کانگریس اور مہاسبھا کی اس
ملی بھگت سے مسلمان حلقوں میں تلخی پھیلتی
جا رہی ہے۔ روزنامہ احسان لاہور نے
لکھا ہے "یہ سوال اب حق خود اختیاری
اور مسلمانوں کے جائز حق کا سوال ہے۔
مہاسبھا اور کانگریس میں مطلق فرق نہیں
ہے"۔ کانگریسی مسلمان بھی پریشان ہیں
صوبائی کانگریس کمیٹی کے دفتر میں انہوں نے
اس سمجھوتہ کے خلاف ایک تجویز پاس کی ہے
تجویز میں انہوں نے بتایا ہے کہ "یہ سمجھوتہ
آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی پالیسی اور
کانگریس کے انتخابی منشور کے خلاف ہے"
ایک کانگریسی مسلمان نے کہا "اگر کانگریس
شملہ کانفرنس میں مساوات کا اصول مان
سکتی ہے تو ہمیں اس پر قائم رہنا ہوگا۔ اگر
ہم اس اصول سے پیچھے ہٹے تو مسلمان عوام
کو کیا منہ دکھائیں گے" — شملہ کانفرنس
کے موقع پر گوپی چند نے کانگریس لیگ
مساوات کی مخالفت کی تھی تو کانگریس
ہائی کمانڈ نے انہیں خاموش کر دیا تھا۔
آج جب گوپی چند علانیہ طور پر ہندو قوم پرستی
ذہنیت کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو ان پر
کوئی کانگریسی رہنما بھی نہیں اٹھاتا گوپی چند
کے حامی کہتے پھرتے ہیں کہ انہیں سردار
پٹیل نے ہی ہدایت کی ہے۔

ہندوستانی ریاستوں میں فنی تعلیم

پچھلے چند سالوں میں ہندوستانی ریاستوں نے فنی تعلیم کے میدان میں زبردست ترقی کی ہے۔ متعدد ریاستوں میں بڑے پیمانے پر صنعتوں کے قیام گھریلو صنعتوں کی توسیع اور تجارتی سرگرمیوں میں اضافہ کی وجہ سے پیشہ وارانہ تعلیم کی رفتار کافی تیز ہو گئی ہے۔ ریاستوں میں متعدد صنعتی تجارتی پیشہ وارانہ سائنٹیفک اور فنی ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ یہ ادارے ریاستی رعایا کے لئے فنی تعلیم و تربیت کے نئے مواقع بہم پہنچا رہے ہیں۔ حیدرآباد، بڑودا، میسور، ٹراونکور جیسی ریاستوں میں عملی سائنس کے مختلف شعبوں کے تحقیقاتی کام میں سہولت پیدا کرنے کے لئے فنی کالج اعلیٰ درجہ کے تجربہ خانوں سے لیس ہیں۔

حیدرآباد۔ بڑودا۔ گوالیار اندور۔ بیکانیر۔ ناگود۔ رامپور۔ ٹہری جوناگڑھ۔ پوربندر۔ سنڈور۔ منڈی۔ سرگجہ بودھ اور بامڑہ جیسی متعدد ہندوستانی ریاستوں کے تعلیمی نظام میں مناسب تبدیلیاں کی گئی ہیں تاکہ اس میں صنعتی رجحان پیدا کیا جائے کئی ریاستی مدارس میں صنعتی اور تجارتی جماعتیں کھولی گئی ہیں اور اس طرح طالب علموں کی ایک بڑی تعداد کو صنعتی پیشے اختیار کرنے کی سہولت بہم پہنچائی گئی ہے۔ نوانگر کے متعدد مدارس میں نجاری۔ پارچہ بافی اور دھات کا کام سکھایا جاتا ہے۔ رامپور کے انٹرمیڈیٹ کالج میں جلد بندی اور خطاطی اور شہر کے مدارس میں کاغذ تراشی اور غلاف سازی کی تربیت کا انتظام ہے۔ اندور کے مدارس فوقانیہ میں قالین سازی۔ پارچہ بافی۔ ظروف سازی اور تجارت کی تعلیم دی جاتی ہے اندور میں لیڈی ریڈنگ ٹریننگ ہائی اسکول میں خیاطی۔ نجاری۔ بید بافی کا کام سکھایا جاتا ہے۔ اندور کے مہارانی سنیوگتا بائی ہائی اسکول میں جن میں لڑکیوں کی تعلیم دی جاتی ہے ان میں نجاری لکڑی کے کٹ ورک کا کام اور لاکھ کی صنعت شامل ہے نوانگر کے مختلف مدارس فوقانیہ میں تجارت اور ڈرائنگ کی جماعتیں موجود ہیں۔ جودھپور میں لڑکوں اور لڑکیوں کو تحتانی تعلیم خاص مقصد کے تحت دی جاتی ہے اور ابتدائی جماعتوں میں دستکاری کا کام شروع کیا گیا ہے۔ بھوپال کے فوقانیہ مدرسے میں مختصر نویسی اور ٹائپ رائٹنگ کی جماعتیں کھولی گئی ہیں۔ ریاست الوار کے کئی مدارس میں خارج از نصاب سرگرمی کے طور پر دستکاری کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ریاست میسور کے مدرسہ فوقانیہ نسواں میں سوزن کاری سینے پرونے پکانے اور کپڑے دھونے کا کام سکھایا جاتا ہے۔ اور ریاست ناگود کے تحتانی مدرسوں میں طلبا کو پارچہ بافی بوریا بافی قالین بافی ٹوکریاں بنانے کی صنعت اور دوسرے پیشوں کی تربیت دی جاتی ہے۔ ریاست بانسواڑہ میں دستکاری کا کام سکھانے کے لئے ایک جماعت کھولی گئی ہے۔ باؤنی کے ورناکیولر مڈل اسکول میں خیاطی اور نجاری کی جماعتوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ چندر گڑھ کے مدرسہ فوقانیہ میں پیشہ وارانہ تربیت کا انتظام کیا گیا ہے اور متعدد مدرسوں میں زراعت اور باغبانی کی عملی تعلیم شروع کی گئی ہے۔ ریاست کوٹا کے "ہربرٹ کالج" میں زراعت دستکاری اور دھات کا کام سکھانے کے لئے جماعتیں کھولی گئی ہیں۔ ریاست اودے پور کے وسطانی اور تحتانی مدرسوں میں زرعی تربیت کی سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں اور مدارس نسواں میں خیاطی قالین سازی اور سینے پرونے کے کام کی تعلیم شروع کی گئی ہے۔ اودے پور کے مہارانا کالج میں عکاسی اور ٹائپ رائٹنگ کی جماعتیں موجود ہیں۔ ریاست پرتاب گڑھ میں پارچہ بافی کی جماعتیں قائم کی گئی ہیں۔ ریاست پالوڑہ کے فوقانی مدارس میں نجاری۔ خیاطی اور میکانیات کی باقاعدہ جماعتیں منعقد ہوئی ہیں اسی طرح ریاست منڈی اور ریاست بامڑہ کے مدرسوں میں صنعتی جماعتیں کھولی گئی ہیں۔

صنعتی مدارس

متعدد ہندوستانی ریاستوں میں صنعتی مدارس قائم کئے گئے ہیں جو فنون اور دستکاری کی تعلیم کے لئے وقف ہیں۔ حیدرآباد میں ایسے متعدد ادارے خیاطی لڑی کے کام اور کروشیا کاری کی تعلیم دیتے ہیں۔ سنہ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۳۶ء تک ۲۳ نئے صنعتی مدارس قائم کئے گئے جن میں سے ۱۸ لڑکوں کے لئے تھے اور چھ لڑکیوں کے لئے۔ میسور میں ۱۷ تجارتی مدارس ۱۵ صنعتی مدارس اور انسٹیٹیوٹ آف کامرس اینڈ اکنامکس قائم ہے جہاں کھاتہ۔ بنکاری کرنسی تبادلہ عملی تجارت مختصر نویسی اور ٹائپ رائٹنگ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ عورتوں کے لئے ایک خاص فنی ادارہ بھی موجود ہے جس میں پارچہ بافی سینے پرونے کا کام کروشیا کاری سوزن کاری اور کشیدہ کاری جیسے کام سکھائے جاتے ہیں۔ میسور کے چامراجندر ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ میں طلبا کو ڈرائنگ مصوری انگریونگ اور ماڈلنگ کی تربیت دی جاتی ہے۔ ٹراونکور میں متعدد صنعتی اور تجارتی مدرسے قائم ہیں۔ ان میں سے اکثر مدارس میں پارچہ بافی سکھائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ نجاری لوہار کا کام اور بوریا بافی ڈرائنگ اور مصوری کی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔ اس کے علاوہ لڑکیوں کے لئے ۱۲ مدارس قائم ہیں جہاں پارچہ بافی سوزن کاری اور فیتہ سازی کی تربیت دی جاتی ہے۔ بیکانیر میں حساب رکھنے کے "بہی کھاتے" کے طریقہ کی تعلیم کے لئے خاص مدارس قائم ہیں۔ بیکانیر کے محکمہ تعلیمات نے طلبا کو ٹائپ رائٹنگ اور مختصر نویسی سکھانے کے لئے ایک خاص کاروباری جماعت کا انتظام کیا ہے۔ کشمیر کے ۸ مدارس میں نجاری، مصوری، ڈرائنگ اور پارچہ بافی اور رنگ سازی، سوزن کاری اور کپڑے پر چھاپے کا کام سکھایا جاتا ہے کوچین میں اسی گریڈ کے ۵ مدرسے قائم ہیں۔ ریاست اودے پور میں ۱۹۳۳ء میں ایک صنعتی مدرسہ قائم کیا گیا۔ پارچہ بافی اور موزے بنیان وغیرہ بننے کی جماعتوں میں رنگ سازی اور خیاطی کے لئے دو نئے شعبوں کا اضافہ کیا گیا ہے ریاست جوناگڑھ میں ایک اعلیٰ درجہ کا فنی مدرسہ موجود ہے جس میں نجاری، خیاطی، دھاتوں کا کام اور مصوری کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے۔ ریاست پوربندر کے مہاراجہ ہائی اسکول میں جس کا افتتاح مہاراجہ صاحب نے ۱۹۳۲ء میں فرمایا تھا مختصر نویسی، ٹائپ رائٹنگ نجاری دھات کے کام دستی بافی

...سانی کے کام، ظروف سازی اور
...کی صنعت کی ابتدائی تربیت
...جاتی ہے۔ بھوپال میں ایک فنی مدرسہ
...ہے جہاں نجاری، لوہاری، بید
...جیسا ٹی وغیرہ کا کام سکھایا جاتا ہے۔
...ست کے پونا جیسا انڈسٹریل
...ریاست میں طلباء کو پارچہ بافی
...سازی، کپڑے رنگنے کی صنعت
...نجاری کی تربیت دی جاتی ہے۔
...ست جو نجاری کے بس انڈسٹریل سکول
...دریوں قالینوں کمبلوں اور جوتوں کی
...ری، نیز پارچہ بافی اور نجاری کا
...سکھایا جاتا ہے۔ جودھپور میں ایک
...کا لوہاری مدرسہ ہے جہاں
...رت کی تعلیم دینے کے لیے جماعتیں
...ہوئی ہیں۔ ریاست ... میں
...انڈسٹریل اسکول کو ٹکنیکل
...اسکول سے ملحق کیا گیا ہے تاکہ
...کر پارچہ بافی، رنگ سازی نجاری
...بنانے کی صنعت، رسی بنانے کے
...ظروف سازی، بید اور
...کے کام کی تربیت کے لیے زیادہ
...سہولتیں مہیا کی جائیں۔ سنہ ۱۹۴۲ء
...۱۹۴۳ء ۵۰ لڑکے اس ادارے میں
...تربیت پا رہے۔ ریاست ساونت
...واڑی کے ٹوپی والا میموریل ٹیکنیکل
...سکول میں پارچہ بافی، نجاری
...چھاپنے کے کام کی سادہ تعلیم کا
...انتظام ہے۔ تیسری، چوتھی اور پانچویں
...جماعتوں کے طلباء کے لیے بھی تعلیم
...لازمی ہے۔ ریاست پٹیالہ میں ایک صنعتی
...اور فنی مدرسہ کھولا گیا ہے۔ جہاں
...لوہاری اور نجاری کا ایک شعبہ قائم
...ہے۔ ریاست بڑودہ (جونیر) میں ایک
...پیشہ وارانہ ترقی مدرسہ قائم کیا گیا
...ہے جس کے مصارف ریاست کی طرف سے
...برداشت کیے جاتے ہیں۔ ...

ریشم سازی کا ایک مرکز اور پارچہ بافی کا ایک مدرسہ کھولا گیا ہے جسے ریاست سے سالانہ پانچ ہزار روپیہ کی امداد ملتی ہے۔

فنی ادارے

فنی تربیت یافتہ مزدوروں اور عملہ کے بڑی بڑی اور میکانی صنعتوں کے بڑھتے ہوئے مطالبے کو پورا کرنے کی غرض سے متعدد ہندوستانی ریاستوں میں فنی ادارے قائم کیے ہیں۔ حیدرآباد میں فنی پیشہ وارانہ تعلیم کے لیے ایک علیحدہ محکمہ ہے۔ حکومت سرکار عالی نے اس محکمہ کے لیے سالانہ ...... روپے کی منظوری رقم منظور کی ہے۔ اب عثمانیہ ٹیکنیکل کالج اس محکمہ کے تحت کر دیا گیا ہے۔ یہ محکمہ مسٹر ... سابق چیف انسپکٹر ... فنی بورڈ آف ایجوکیشن انگلینڈ کی تیار کردہ فنی تعلیم سے متعلق ایک جامع اسکیم کو روبعمل لاتا ہے میسور میں "سری جے چمراجندرا اوکیشنل انسٹیٹیوٹ" میں جو حال ہی میں قائم کیا گیا ہے۔ میکانی انجینئری، علمی تصویر کشی گل سازی، کان کنی اور نقشہ نویسی کی تربیت دی جاتی ہے۔ نظری تعلیم کے ساتھ ہی ساتھ عملی تربیت کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے جس کا سرکاری اور خانگی کارخانوں میں انتظام ہے۔ بنگلور میں انجینئری کا ایک مدرسہ بھی قائم ہے۔ جہاں برقی اور سیول انجینئری کی تعلیم دی جاتی ہے۔ بڑودہ میں سنہ ۱۸۹۰ء میں ایک مرکزی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ قائم کیا گیا تھا اس ادارہ میں میکانی انجینئری، برقی انجینئری سیول انجینئری، کیمیاوی صنعت، پارچہ بافی، فن تعمیر اور دوسرے سائنٹیفک موضوعات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جولائی سنہ ۱۹۴۲ء کے ختم پر اس ادارہ میں تعلیم پانے والے طلباء کی تعداد ۵۰۰ تھی۔ عملی تربیت کے لیے ساز و سامان سے پوری طرح لیس ایک کارخانہ اس ادارہ سے ملحق ہے۔ بڑودہ میں جدید قسم کا ایک اور فنی ادارہ قائم کرنے کی منظوری دی گئی ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ ادارہ بہت جلد کام شروع کر دیگا

رامپور میں سنہ ۱۹۳۷ء میں ایک فنی ادارہ قائم کیا گیا۔ اس ادارے میں طلباء کو مولڈ، فیٹر، ٹرنر اور کارخانوں کے دوسرے فنی کارکنوں کا کام سکھایا جاتا ہے۔ اس ادارہ کی عمارت کے متصل "مشین ٹول اینڈ انجینئرنگ کمپنی لمیٹیڈ" کا کارخانہ ہے جہاں طلباء کو عملی تربیت حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے۔ حکومت بیکانیر نے حال ہی میں اعلےٰ صنعتی تعلیم کے لیے طلباء کو بیرون ہند بھیجا ہے۔ حکومت ریوا نے ریاستی طلباء کے لیے بیرون ریاست فنی تعلیم حاصل کرنے کے لیے پانچ لاکھ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ حکومت نیز ان ریاستی باشندوں کو تعلیمی وظیفے دیتی ہے جو سائنٹیفک اور فنی تربیت حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں۔ ریاست اندور میں ریاست کے باہر سائنٹیفک اور فنی اداروں میں اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے ریاستی طلباء کو تعلیمی وظائف دیے جاتے ہیں۔ کوچین میں فنی تربیت گاہیں قائم ہیں۔ جہاں طلباء کو فیٹر، نجار ویلڈر، انجن ڈرائیور اور لائنس مین کی تربیت دی جاتی ہے۔ جنوری سنہ ۱۹۴۳ء کے ختم تک ان تربیت گاہوں میں ۵۰۰ آدمیوں نے تربیت پائی تھی۔ اس کے علاوہ کوچین میں ایک سرکاری ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ہے جہاں طلباء کو میکانی کام سکھائے جاتے ہیں۔ کولہاپور کے ... ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ میں میکانیات، آٹوموبیل انجینئرنگ اور الکٹرو ویلڈنگ کی تربیت دی جاتی ہے کولہاپور میں ایک فنی تربیت گاہ بھی قائم ہے جہاں غریبوں کے لیے مفت تعلیم کا انتظام ہے۔ اندور کے ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ میں جو دو لاکھ روپیہ سے زائد صرف سے بنایا گیا ہے، میکانی انجینئری اور برقی ... کے نصاب کی تعلیم دی جاتی ہے۔ حکومت اندور نے ۲ لاکھ روپے کی رقم مختص کر دی ہے جس کی آمدنی میں ادارہ کی نگہداشت اور توسیع کیلئے استعمال کی جاتی۔

بقیہ مضمون صفحہ

اور سب سے زیادہ رجعت پرست زمیندار جناح جیسا پورژوا کا حامی جو کانگریس کا مددگار ہے۔

سنہ ۱۹۴۲ء میں یہ سب کے سب زمیندار اور سرمایہ دار کانگریس کے مخالف تھے۔ آج یہ سب کانگریس کے ساتھ ہیں۔ کیوں؟ اس وجہ سے دیکھ رہے ہیں کہ آج کانگریس نے ان کے سب سے بڑے دشمن یعنی کیمونسٹ پارٹی کے خلاف لڑائی چھیڑ دی ہے۔

کیا کانگریس انہیں زمینداروں مہاجنوں اور نفع خوروں کے روپیہ سے ان کی اپنی زمینوں اور کارخانوں پر سماج کا کنٹرول قائم کرے گی

اور اس پر بھی پنڈت جواہرلال نہرو کہتے ہیں کہ ہندوستانی کیمونسٹ ملک کے رجعت پسندوں سے مل گئے ہیں۔ امید کی جاتی ہے پنڈت جی کے منہ سے جو لفظ نکلا اس کے معنی ان کو معلوم ہوں گے۔ پنڈت جی بولنے سے پہلے یہ پتہ لگائیں کہ "رجعت پسند" کسے کہتے ہیں

ہمارے ملک کے لیے اس سے زیادہ بدقسمتی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہماری سب سے بڑی قومی جماعت کانگریس یوں رجعت پسندوں اور زمینداروں اور سرمایہ داروں کی آغوش میں جا گرے۔ اس سے کانگریس کو ہی نہیں سارے ملک کو اور ملک کی ہر جماعت کو نقصان ہوتا ہے۔

"تعلیم یافتہ اشخاص ملک کی زبان اور دل و دماغ ہوتے ہیں"

انجمن طلیسانین عثمانیہ کی کانفرنس میں ہز اکسلنسی صدر اعظم بہادر کی تقریر

حیدرآباد ۔ [illegible] یہ زمانہ
فیشن سا ہو گیا ہے کہ ہمارے نمائندین
تقریر کرتے ہیں تو ان کا نشانہ ہمارے
عہدہ دار ہوتے ہیں اور یہ عہدہ دار سب
ملکی ہیں۔ یہ بھی فیشن کے طور پر کہا جاتا ہے
کہ حیدرآباد کے عہدیداروں کی عدم مناسبت
اور یہاں کی رشوت کی مثال کہیں دنیا
میں نہیں۔ آپ ضرور تنقید کیجئے برے
کو برا کہئے۔ لیکن آپ اپنے ہی ملک کے
عہدیداروں کو ہدف ملامت بنائیں گے
تو دنیا کی نظروں میں ان کی کیا عزت
رہے گی۔ ہدف ملامت بنانے کا نتیجہ یہ
ہوگا کہ ناظرین کی ایسی تقریریں ملکی عہدہ
داروں کے تقررات کے وقت معیار
کے طور پر ایک ثبوت بن جایا کریں گی
آپ اپنے ملک کے عہدیداروں کو مرتبے
دار [illegible] دیکھئے غلطی پر ضرور سرزنش
کیجئے [illegible] سرزنش میں حکومت کا تعاون
بھی حاصل رہے گا۔ ہز اکسلنسی صدر اعظم بہادر
نے انجمن طلیسانین عثمانیہ کی [illegible] ویں
سالانہ کانفرنس میں آج یہ اپنی افتتاحی
تقریر میں ان خیالات کا اظہار فرمایا۔
کانفرنس نمائش کلب باغ عامہ میں
آج صبح دس بجے منعقد ہوئی۔ راجے
بنکٹ پرشاد صاحب بی۔ اے ال ال
بی (عثمانیہ) ایڈوکیٹ صدر مجلس استقبالیہ
کے خطبہ استقبالیہ کے بعد مولوی میر اکبر علی
خان صاحب بیرسٹر صدر اعظم بہادر کو
پھول پہنائے۔ اس کے بعد صدر اعظم بہادر
نے افتتاحی تقریر فرمائی۔

مولوی سید محمد حسن صاحب بی اے
ال ال۔ بی (عثمانیہ) ایڈوکیٹ صدر انجمن
طلیسانین عثمانیہ نے ایک سیر حاصل خطبہ صدارت
پڑھا۔ جو ماضی و حال، مستقبل [illegible] کے تناسب
تربیت کا تصور خودداری کا تحفظ تجدید کی
[illegible] طلیسانین کی [illegible] تعلیم نسوان
اور طلباء سے راست تعلقات پر حاوی تھا
خطبہ صدارت کے بعد کرسی صدارت سے قرارداد
عقیدت پیش کی گئی جو کانفرنس نے استادہ
ہو کر منظور کی۔ سالانہ رپورٹ کے بعد پہلا
اجلاس اختتام کو پہنچا۔

قرارداد عقیدت

"طلیسانین عثمانیہ کی یہ کانفرنس خداوند
نعمت حضرت بندگان عالی سلطان العلوم
خلد اللہ ملکہ کی بارگاہ وسعادت گستر
میں اپنی غیر متزلزل اور مستقل عقیدتمندی
اور کامل وفاشعاری کا اظہار کرتی
ہے اور ملک کی ترقی اور بالخصوص
جامعہ عثمانیہ کی تکمیل پر ذات ہمایونی
کی جو خصوصی توجہ مبذول ہے
اس پر یہ کانفرنس اپنی حقیقی سپاس
گزاری کا اظہار کرتی ہے۔"

حاضرین کانفرنس کا استقبال کرتے
ہوئے سب سے پہلے مسٹر بنکٹ پرشاد صاحب
صدر مجلس استقبالیہ نے خطبہ استقبالیہ پڑھا
اور حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس پر
زور دیا کہ مابعد جنگ دور میں حقیقی ترقی
کا منازل طے کرنے کے لئے لازمی ہے کہ
ملک کے مختلف فرقے کامل اتحاد و اتفاق کے
ساتھ کام کریں۔

مولوی سید محمد حسن صاحب نے کانفرنس
کے خطبہ صدارت میں جامعہ عثمانیہ کے نشو و نما
کا ذکر کرتے ہوئے بتلایا کہ ابتدائی منازل
میں سب سے نمایاں چیز یہ تھی کہ اساتذہ اور
طلباء ایک خاندان کے افراد کی طرح
رہتے تھے لیکن جب جامعہ مستقل عمارتوں
میں منتقل ہوگئی تو وہ ایک جزیرہ بن کر رہ
گئی۔ اور اب اساتذہ و طلباء میں وہ
تعلقات باقی نہ رہے۔ بلکہ فارغ التحصیل
طلباء کو بیگانہ سمجھتے ہوئے ان کی تجاویز کو
بیرونی مداخلت کہا جانے لگا ہے۔

دوسری اہم بات آپ نے یہ بتلائی کہ
اساتذہ میں علمی کارناموں کی بجائے عہدوں
کی طلب بڑھ گئی ہے۔ اور کہا کہ حکومت
کا فرض تھا کہ وہ بروقت اس کا انسداد
کرتی۔ اس سلسلہ میں مسٹر حسن نے کہا کہ جامعہ
کے اساتذہ کی تنخواہوں میں اس طرح اضافہ
کیا جائے کہ جس سے ان میں یہ طلب باقی
نہ رہے اور وہ جامعہ کے شایان شان
بھی اور اس کے ساتھ ساتھ وہ علمی کام میں
منہمک ہو جائیں کہ جس سے ان کی شہرت
میں اضافہ ہو اور وہ ٹھوس علمی خدمات
انجام دے سکیں۔

دوران خطبہ میں مسٹر حسن نے ملازمتوں
میں عثمانین کو حق ترجیح دینے پر زور دیتے
ہوئے کہا کہ ملازمت میں انتخابات کی
حد تک اختیار تمیزی کو جس طرح بے لگام چھوڑ
دیا گیا ہے وہ اب برداشت کی حدود
سے باہر ہے۔ اس سلسلہ میں مقابلوں
کے انعقاد کا پر زور مطالبہ کیا۔

تجارت کے لئے تربیت حاصل کرنے والے
طلیسانین کے سلسلہ میں مسٹر حسن نے کہا کہ
ایک خاص بات حکومت کے ذہن میں نہیں
آئی کہ بغیر تاجرین کے بے سہارا ان کو چھوڑ
دیا جانا ملک کی بڑھتی ہوئی ترقی کے لئے نہ
صرف نقصان دہ ہے بلکہ ملک کے اپنے
[illegible] کے [illegible] نقصان بھی ہے۔

مدارس اور کیمبرج سے وابستہ
اداروں کے ضم کئے جانے اور مشرقی
علوم کی سرپرستی کا بھی مسٹر حسن نے مطالبہ
کیا۔ مسٹر حسن نے اس کی بھی تجویز پیش
کی کہ [illegible] کالج اور ایوننگ کالج
کو بھی جامعہ کی سرپرستی حاصل ہے۔

تعلیم نسواں کے سلسلہ میں مسٹر حسن
نے صوبجات کے مستقر پر زنانہ کالجوں
کے قیام کی تجویز پیش کی۔

مسٹر حسن نے مابعد جنگ تجاویز میں
آگے بڑھنے اور ملک کی ترقی میں نمایاں
حصہ لینے کی نوجوانوں سے اپیل کی۔

اعلان

۱۔ ساٹھ لاکھ باردانہ ۴۰ x ۲۰ ڈبل ڈبلیو Heavy بہترین قسم جوٹ کا بنا ہوا خریدنے کے لئے [illegible] ٹنڈر وصول کئے جائیں گے [illegible]

۲۔ جس قسم کے باردانہ کا ٹنڈر دیا جائیگا اس کا نمونہ بھی ٹنڈر کے ساتھ پیش ہونا ضروری ہے۔

۳۔ ٹنڈر کارپوریشن کے فارم پر دئے جانے چاہئیں اور سربمہر لفافہ میں [illegible] ہونا چاہئے۔

۴۔ ٹنڈر مع (۱۰۰۰) روپیہ نقد بطور زر ضمانت [illegible]

۵۔ واپسی کا انتظام کارپوریشن کریگا۔

۶۔ نرخ حیدرآباد اسٹیشن پر ڈلیوری کے اساس پر ہونا چاہئے [illegible]

۷۔ اگر باردانہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں قابل فروخت ہے تو نرخ گودام ڈلیوری کا ہونا چاہئے۔

۸۔ بیرونی وصاری کے باردانہ کا نرخ بھی دینا چاہئے۔

۹۔ جنرل منیجر کو اختیار حاصل ہے کہ وہ بلا اظہار وجوہ کوئی ٹنڈر یا اس کا جز منظور کرے یا نامنظور کرے۔

۱۰۔ ٹنڈر کے فارم چیف اکونٹس آفیسر کے دفتر سے [illegible] حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

منجانب حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن محدود (شاخ گودام)

[illegible]

[illegible]

بمبئی [illegible] کمپنی

حیدرآباد دکن

ہندوستان کے بہترین ٹائیلٹ

ٹائیلا

ٹائیلا کریم ۔ اسنو

برل ٹائین ۔ امنڈ ہیر آئیل

لیونڈر

استعمال کیجئے

ریڈیو اینڈ ٹاکی ہوز

NOW OPEN CINEMA HOUSES EVERYWHERE

Bower, Simplex, Airco, in complete order and other necessary accessaries on controlled rates can be had from:-

G. P. TONGAY,

Kingsway, Bible House,

SECUNDERABAD-DN.

آٹھویں نمائش مصنوعات ممالک محروسہ آصفیہ

بمقام

باغ عامہ

آخری یوم خواتین

۲۶ ردی سنہ ۱۳۵۵ ف .... یوم جمعہ

داخلہ ٹکٹ خواتین کیلئے ۴ر .... بچوں کے لئے ۲ر

محمودیہ مشین پرس چار مینار میں طبع ہوکر دفتر مملکت ساپچہ توپ سے شائع ہوا